S_1997_3_327_336

عدالت عظمیٰ رپوٹس 1997 ایس یو پی پی 3 ایس سی آر

بلال احمد کالو

بنام۔

ریاست آندھرا پردیش

6 اگست 1997

ڈاکٹر اے۔ایس۔آنند اور کے۔ٹی۔تھامس، جسٹسز

فوجداری قانون:

مجموعہ تعزیرات بھارت، 1860:

دفعہ 124 (اے)-بغاوت-فرد جرم عائد کرنا-کوئی دعوی نہیں-منعقد-اہم الزام سے مکمل طور پر محروم-سزا نا قابل برداشت۔

دفعہ 153 اے، 505(2) - کے تحت جرم-دو گروہوں یا برادریوں کے درمیان دشمنی کو فروغ دینے کے درمیان فرق-قصد جنائی (جرم کی نیت) کے بیان محاورہ کا معنی اور دائرہ کار-وضاحت کے ضروری اجزاء۔

آرمز ایکٹ، 1959:

دفعہ 25 (1 بی) (اے) اسلحہ رکھنا قانون کی خلاف ورزی ہے-سزا کو برقرار رکھا گیا۔

استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ اپیل کنندہ ایک عسکریت پسند تنظیم کا سرگرم رکن تھا اور اس نے مسلمانوں میں فرقہ وارانہ نفرت پھیلائی تھی اور انہیں مسلح عسکریت پسندی کی تربیت حاصل کرنے کی ترغیب دی تھی۔اس عرصے کے دوران، جب سلسلہ وار بم دھماکے ہوئے، پولیس نے اپیل کنندہ اور اس کی تنظیم کی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھی۔اپیل کنندہ کو 19.1.1994 پر گرفتار کیا گیا۔اس کا اعتراف جرم ریکارڈ کرنے کے بعد، پولیس نے ایک ریوالور اور کیٹریجز ضبط کیے جو اس نے پیش کیے تھے۔

استغاثہ کی جانب سے پیش کیے گئے شواہد کی بنیاد پر ٹرائل عدالت نے اپیل کنندہ کو آئی پی سی کی دفعہ 124-اے کے تحت مجرم قرار دیا اور اسے عمر قید کی سزا سنائی۔اپیل کنندہ کو بھی مجرم قرار دیا گیا اور آئی پی سی کی دفعہ 153 (اے)، 505(2) اور آرمز ایکٹ 1959 کی دفعہ 25 کے تحت تین سال کی سخت قید کی سزا سنائی گئی۔اس لیے یہ اپیل۔

جزوی طور پر اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد.1.1 دفعہ 124-اے آئی پی سی کے تحت بغاوت کے جرم کو قائم کرنے کے لیے فیصلہ کن جز و کچھ ایسی کارروائیاں کرنا ہے جو بھارت میں قانون کے ذریعے قائم حکومت کو نفرت یا توہین کی طرف لے جائیں گی۔ فوری معاملے میں، اپیل کنندہ کے خلاف بنایا گیا الزام اس اہم الزام سے مکمل طور پر مبرا ہے کہ اپیل کنندہ نے حکومت کے حوالے سے کچھ بھی کیا، آئی پی سی کی دفعہ 124 اے کے تحت سزا کو برقرار رکھنا ممکن نہیں ہے۔(330F-G;331-D)

کیدار ناتھ سنگھ بنام ریاست بہار، اے آئی آر (1962) ایس سی 955، پر انحصار کیا۔

.2.1 دفعہ 153-اے کے تحت جرم کے لیے قصد جنائی یہ ایک ضروری جزو ہے۔ قصد جنائی دفعہ (2)505 کے تحت جرائم کے لیے یکساں طور پر ضروری مفروضہ ہے جسے ان الفاظ سے بھی سمجھا جا سکتا ہے " تخلیق کرنے یا فروغ دینے کے ارادے سے یا جو تخلیق یا فروغ دینے کا امکان ہے" جیسا کہ اس ذیلی دفعہ میں استعمال کیا گیا ہے۔(333-بی-سی)

2.2. دفعہ 153 (اے) اور دفعہ (2)505 کی مشترکہ خصوصیت مختلف مذہبی یا نسلی یا زبان یا علاقائی گروہوں یا ذاتوں اور برادریوں کے درمیان دشمنی، نفرت یا بدنیتی کے احساس کو فروغ دینا ہے، یہ ضروری ہے کہ کم از کم دو ایسے گروہوں یا برادریوں کو شامل کیا جائے۔ کسی دوسری برادری یا گروہ کے حوالے کے بغیر صرف ایک برادری یا گروہ کے احساس کو بھڑکانا دونوں میں سے کسی بھی حصے کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتا۔ اس معاملے میں، اپیل کنندہ نے کسی مذہبی، نسلی یا لسانی یا علاقائی گروہ یا برادری کے خلاف کچھ نہیں کیا ہے اور اس لیے اسے آئی پی سی کی دفعہ 153 یا (2) 505 کے تحت کسی بھی جرم کا مجرم نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔(334-A-C)

.2.3 دونوں جرائم کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ اگرچہ سابقہ کے تحت الفاظ یا نمائندگی کی اشاعت ضروری نہیں ہے، لیکن اس طرح کی اشاعت دفعہ 505 کے تحت غیر ضروری ہے۔ دفعہ (2)505 کی ترتیب میں استعمال ہونے والے الفاظ "جو بھی بناتا ہے، شائع کرتا ہے یا نشر کرتا ہے" کی تشریح الگ الگ نہیں کی جا سکتی بلکہ صرف ایک دوسرے کے ضمیمہ کے طور پر کی جا سکتی ہے۔ اگر یہ متضاد طور پر سمجھا جاتا ہے تو کوئی بھی شخص جو دفعہ 505 کے معنی میں آنے والا بیان دیتا ہے، اشاعت یا گردش کے بغیر سزا کا ذمہ دار ہوگا۔ لیکن دفعہ 153 اے کے ساتھ بھی یہی اثر پڑتا ہے اور پھر وہ دفعہ فالتو پن کے لیے برا ہوتا۔ ایک ہی موضوع پر دو مختلف دفعہ فراہم کرنے میں مقنّنہ کا ارادہ ایک جیسے رنگ کے دو مختلف شعبوں کا احاطہ کرنا

ہوتا۔(333-ڈی-ای)

بلونت سنگھ اور دیگر بنام ریاست پنجاب، (1995) 3 ایس سی سی 214 اور سنیلکھیا چودھری بنام ایچ ایم جودوت اور دیگر، اے آئی آر (1968) کال 266، پر انحصار کیا۔

3.1. اپیل کنندہ کے پاس قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسلحہ اور مواصلات موجود تھی اور وہ دفعہ (a)(1-B) 25 بھارتیہ آرمز ایکٹ کے تحت مجرم قرار دیا جا سکتا ہے۔۔لہذا ٹرائل کورٹ کی طرف سے دی گئی سزا میں کسی مداخلت کی ضرورت نہیں ہے۔(335-ڈی)

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1995 کی فوجداری اپیل نمبر 1391۔

1994 کے ایس سی نمبر 291 میں آندھرا پردیش کے حیدرآباد میں پہلی ایڈیشنل میٹرو پولیٹن سیشن عدالت فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے ایس۔کے۔بھٹا چاریہ۔

گنٹور پربھاکر، سی آر ایل اے نمبر 81/97 میں مدعا علیہ اور اپیل کنندہ کے لیے۔

عدالت کا مندرجہ ذیل فیصلہ/حکم دیا گیا:

تھامس، جسٹس بلال احمد کالو؛ ایک کشمیری نوجوان کا حیدرآباد شہر میں عارضی قیام تھا اور وہ دہشت گردی اور خلل ڈالنے والی سرگرمیاں (روک تھام) ایکٹ، 1987، (مختصر طور پر 'ٹاڈا') کے تحت قانونی کارروائی میں ملوث تھا۔اگرچہ ٹی اے ڈی اے کے تحت نامزد عدالت نے اسے ٹی اے ڈی اے کے تحت جرائم سے بری کر دیا ہے لیکن اسے تعزیرات مجموعہ تعزیرات ہند 124-اے کے تحت بغاوت کا مجرم قرار دیا گیا اور اسے عمر قید کی سزا سنائی گئی، اس کے علاوہ کچھ دیگر کم جرائم کے لیے بھی سزا سنائی گئی جس کے لیے ہر گنتی کے تحت تین سال کی سخت قید کی سزا سنائی گئی۔اس اپیل کو ٹاڈا کی دفعہ 19 کے تحت مذکورہ مجرم شخص نے ترجیح دی ہے۔

مختصر میں اپیل کنندہ کے خلاف مقدمہ درج ذیل ہے۔اپیل کنندہ الجہاد نامی ایک عسکریت پسند تنظیم کا ایک سرگرم رکن تھا جو کشمیر کو بھارتیہ یونین سے آزاد کرانے کے حتمی مقصد کے ساتھ تشکیل دی گئی تھی۔اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپیل کنندہ نے پرانے شہر حیدرآباد میں مسلم نوجوانوں میں فرقہ وارانہ نفرت پھیلائی اور انہیں مسلح عسکریت پسندی کی تربیت حاصل کرنے کی ترغیب دی اور انہیں اسلحہ اور گولہ بارود پیش کیا۔اس کے پاس خود دیسی ساختہ ریوالور اور زندہ کارتوس جیسے مہلک ہتھیار تھے۔وہ مسلمانوں میں یہ پروپیگنڈا کر رہے تھے کہ کشمیر میں مسلمانوں پر بھارتیہ فوج کے اہلکاروں کی طرف سے مظالم کا نشانہ بنایا جا رہا

ہے۔

اس عرصے کے دوران جب حیدرآباد شہر میں سلسلہ وار بم دھماکے ہوئے تو پولیس نے اپیل گزار کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جو اس وقت حیدرآباد کے ہر یبولی میں میر کا دیرا میں مسجد نیامیت کھالی سے متصل کمرے میں رہ رہا تھا۔ اسے 19-1-1994 پر گرفتار کیا گیا اور اس کا اعتراف بیان ریکارڈ کرنے کے بعد پولیس نے ایک ریوالور اور دو کارتوس ضبط کیے جو اس نے پیش کیے تھے۔ تفتیش مکمل ہونے کے بعد اسے آئی پی سی کی دفعہ 124-اے، 436، 153-اے اور 505(2) کے تحت اور ٹی اے ڈی اے کی دفعہ 3(3)، 3(4) اور 5 کے تحت اور بھارتیہ آرمزا یکٹ کی دفعہ 25 کے تحت جرائم کے لیے حیدرآباد کی نامزد عدالت میں چیلنج کیا گیا۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ نامزد عدالت نے اسے ٹاڈا کے تحت جرائم سے بری کر دیا لیکن اسے مجموعہ تعزیرات بھارت اور بھارتیہ آرمزا یکٹ کی دفعہ 25 کے تحت جرائم کا مجرم قرار دیا اور اسے مذکورہ بالا کے مطابق سزا سنائی گئی۔

ان جرائم سے نمٹتے وقت جن میں اپیل کنندہ کو مجرم قرار دیا گیا تھا، اس سے منسوب اعتراف جرم کو دیکھنے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے، اس پر انحصار کرنا بہت کم ہے کیونکہ اسے ٹی اے ڈی اے کے تحت تمام جرائم سے بری کر دیا گیا تھا۔ پولیس افسر کے سامنے کیا گیا کوئی بھی اعتراف ثبوت میں ان جرائم کے لیے ناقابل قبول ہے اور اس لیے یہ منصفانہ طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ تعزیرات کے تحت جرائم کے سلسلے میں مذکورہ پابندی صرف اس وجہ سے ختم نہیں ہوگی کہ نامزد عدالت نے ٹی اے ڈی اے کے تحت جرائم کے لیے بھی مقدمہ چلایا تھا۔ اس لیے دوسرے شواہد کے لحاظ سے اس کے خلاف مقدمہ قائم رہے گا یا ختم ہو جائے گا۔

آئی پی سی کی دفعہ 124-اے کے تحت بغاوت کے جرم کو قائم کرنے کے لیے فیصلہ کن جزو کچھ ایسی کارروائیاں کرنا ہے جو بھارت میں قانون کے ذریعے قائم حکومت کو نفرت یا توہین وغیرہ کی طرف لے جائیں گی۔ اس معاملے میں، یہ تجویز بھی نہیں ہے کہ اپیل کنندہ نے حکومت ہند یا ریاست کی کسی دوسری حکومت کے خلاف کچھ کیا ہو۔ اپیل کنندہ کے خلاف بنائے گئے الزام میں اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اپیل کنندہ نے حکومت کے خلاف کچھ کیا ہے۔

اس عدالت کی ایک آئینی بنچ نے کیدار ناتھ سنگھ بنام ریاست بہار، اے آئی آر (1962) ایس سی 955 میں صفحہ 967 پر قانون کو اس طرح بیان کیا ہے:

"اب قانون کے ذریعے قائم کردہ حکومت کے بیان محاورہ کو انتظامیہ کو جاری رکھنے میں مصروف افراد

سے الگ کرنا ہوگا۔' قانون کے ذریعے قائم کردہ حکومت ریاست کی ظاہری علامت ہے۔ اگر قانون کے ذریعے قائم کردہ حکومت کو پامال کردیا جائے تو ریاست کا وجود ہی خطرے میں پڑ جائے گا۔ لہذا، قانون کے ذریعے قائم کردہ حکومت کا مسلسل وجود ریاست کے استحکام کی ایک لازمی شرط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 'سیڈیشن'، جیسا کہ دفعہ 124 اے میں جرم کی خصوصیت دی گئی ہے، ریاست کے خلاف جرائم سے متعلق باب VI کے تحت آتا ہے۔ لہذا دفعہ 124 اے کے معنی کے اندر کوئی بھی عمل جو اس حکومت کو توہین یا نفرت میں لا کر حکومت کو تباہ کرنے، یا اس کے خلاف عدم اطمینان پیدا کرنے کا اثر رکھتا ہے، تعزیراتی قانون کے اندر ہوگا کیونکہ قانون کے ذریعہ قائم کردہ حکومت کے ساتھ بے وفاداری یا اس سے دشمنی کا احساس حقیقی تشدد کے استعمال یا تشدد کو بھڑکانے سے عوامی انتشار کے رجحان کے خیال کو ظاہر کرتا ہے۔"

چونکہ اپیل کنندہ کے خلاف بنایا گیا الزام اس اہم الزام سے مکمل طور پر محروم ہے کہ اپیل کنندہ نے حکومت کے حوالے سے کچھ بھی کیا ہے اس لیے اپیل کنندہ کی سزا کو آئی پی سی کی دفعہ 124 اے کے تحت برقرار رکھنا ممکن نہیں ہے۔

دفعہ 153 اے اور 505(2) آئی پی سی کے تحت جرائم سے متعلق استغاثہ کے شواہد کچھ گواہوں کی زبانی گواہی پر مشتمل ہیں جنہوں نے دعوی کیا کہ اپیل کنندہ دوسروں کو بتا رہا تھا کہ فوجی اہلکار کشمیر میں مسلمانوں پر مظالم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ ان گواہوں میں پی ڈبلیو-7، پی ڈبلیو-12 اور پی ڈبلیو-13 سے جرح بالکل نہیں کی گئی۔ ان کے شواہد کو قبول کرتے ہوئے، یہ بغیر کسی مشکل کے مانا جاسکتا ہے کہ استغاثہ نے بلاشبہ یہ ثابت کردیا ہے کہ اپیل کنندہ یہ خبر پھیلا رہا تھا کہ بھارتیہ فوج کے ارکان کشمیری مسلمانوں کے خلاف مظالم میں ملوث تھے۔ لہذا دوسرے شواہد کی تشہیر کرنا ضروری نہیں ہے جو صرف ان گواہوں کی بات کو دہراتا ہے۔ لہذا اب فیصلہ کرنے والا سوال یہ ہے کہ کیا اپیل کنندہ کے ان اعمال سے تعزیراتی نتائج برآمد ہوں گے جو آئی پی سی کی دفعہ 153 اے یا 505(2) میں تصور کیے گئے ہیں۔

دفعہ 153 اے میں فوجداری اور انتخابی قوانین (ترمیم) ایکٹ 1969 - ایکٹ نمبر۔ XXXV آف 1969 ۔ یہ تین شقوں پر مشتمل ہے جن میں سے صرف شق (اے) اور (بی) اب مادی ہیں۔ اسی ترمیم شدہ ایکٹ کے ذریعے ذیلی دفعہ (2) کو تعزیرات مجموعہ تعزیرات بھارت 505 میں شامل کیا گیا۔ دفعہ 153 اے اور دفعہ (2)505 کی شق (اے) اور (بی) ذیل میں نکالی گئی ہیں:

"153-اے مذہب، نسل، جائے پیدائش، رہائش، زبان وغیرہ کی بنیاد پر مختلف گروہوں کے درمیان دشمنی کو فروغ دینا اور ہم آہنگی برقرار رکھنے کے لیے متعصّبانہ کام کرنا۔- (1) جو بھی ہو-

(a) الفاظ کے ذریعے، یا تو بولی یا لکھی گئی، یا نشانیوں کے ذریعے یا مرئی نمائندگی کے ذریعے یا دوسری صورت میں، مذہب، نسل، جائے پیدائش، رہائش، زبان، ذات یا برادری یا کسی بھی دوسری بنیاد پر، مختلف مذہبی، نسلی، زبان یا علاقائی گروہوں یا ذاتوں یا برادریوں کے درمیان بدامنی یا دشمنی، نفرت یا بدنیتی کے احساسات کو فروغ دینے یا فروغ دینے کی کوشش کرتا ہے، یا

(b) کسی بھی ایسے عمل کا ارتکاب کرتا ہے جو مختلف مذہبی، نسلی، زبان یا علاقائی گروہوں یا ذاتوں یا برادریوں کے درمیان ہم آہنگی کو برقرار رکھنے کے لیے نقصان دہ ہو اور جو عوامی سکون کو خراب کرتا ہو یا اس میں خلل ڈالنے کا امکان ہو، یا

....

اسے تین سال تک کی قید، یا جرمانہ، یا دونوں کی سزا دی جائے گی۔"

"505(2) طبقات کے درمیان دشمنی، نفرت یا بدنیتی پیدا کرنے یا فروغ دینے والے بیانات۔ جو کوئی بھی مذہب، نسل، جائے پیدائش، رہائش، زبان، ذات یا برادری یا کسی بھی دوسری بنیاد پر مختلف مذہبی، نسلی، زبان یا علاقائی گروہوں یا ذاتوں یا برادریوں کے درمیان دشمنی، نفرت یا بدنیتی کے احساسات پیدا کرنے یا فروغ دینے کے ارادے سے افواہوں یا تشویشناک خبروں پر مشتمل کوئی بیان یا رپورٹ بناتا ہے، شائع کرتا ہے یا نشر کرتا ہے، اسے تین سال تک کی قید یا جرمانے یا دونوں کی سزا دی جائے گی۔

دونوں جرائم میں مشترکہ جزو مختلف مذہبی یا نسلی یا لسانی یا علاقائی گروہوں یا ذاتوں یا برادریوں کے درمیان دشمنی، نفرت یا بدنیتی کے احساس کو فروغ دینا ہے۔ دفعہ 153 اے ایک ایسے معاملے کا احاطہ کرتا ہے جہاں کوئی شخص "الفاظ، بولی یا لکھی ہوئی، یا نشانیوں کے ذریعے یا مرئی نمائندگی کے ذریعے" اس طرح کے احساس کو فروغ دیتا ہے یا فروغ دینے کی کوشش کرتا ہے۔ دفعہ 505(2) کے تحت اس طرح کے جذبات کا فروغ افواہوں یا تشویشناک خبروں پر مشتمل کوئی بیان یا رپورٹ بنا کر اور شائع کر کے یا نشر کر کے کیا جانا چاہیے تھا۔

اس عدالت نے بلونت سنگھ اور دیگر بنام ریاست پنجاب، (1995) 3 ایس سی سی 214 میں فیصلہ دیا ہے کہ دفعہ 153 اے کے تحت جرم کے لیے قصد جنائی ایک ضروری جزو ہے۔ قصد جنائی دفعہ 505(2) کے تحت جرم کے لیے یکساں طور پر ضروری مفروضہ ہے جسے ان الفاظ سے بھی سمجھا جا سکتا ہے "تخلیق کرنے یا فروغ دینے کے ارادے سے یا جو تخلیق کرنے یا فروغ دینے کا امکان ہے" جیسا کہ اس ذیلی دفعہ میں استعمال کیا گیا ہے۔

دونوں جرائم کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ اگرچہ سابقہ کے تحت الفاظ یا نمائندگی کی اشاعت ضروری نہیں ہے، لیکن اس طرح کی اشاعت دفعہ 505 کے تحت غیر ضروری ہے۔ دفعہ (2)505 کی ترتیب میں استعمال ہونے والے الفاظ "جو بھی بناتا ہے، شائع کرتا ہے یا نشر کرتا ہے" کی تشریح الگ الگ نہیں کی جاسکتی بلکہ صرف ایک دوسرے کے ضمیمہ کے طور پر کی جاسکتی ہے۔ اگر اسے متضاد طور پر سمجھا جاتا ہے، تو کوئی بھی شخص جو دفعہ 505 کے معنی میں آنے والا بیان دیتا ہے، اشاعت یا گردش کے بغیر، سزا کا ذمہ دار ہوگا۔ لیکن دفعہ 153 اے کے ساتھ بھی یہی اثر پڑتا ہے اور پھر یہ دفعہ بے کارپن کے لیے برا ہوتا۔ ایک ہی موضوع پر دو مختلف دفعہ فراہم کرنے میں مقنّنہ کا ارادہ ایک جیسے رنگ کے دو مختلف شعبوں کا احاطہ کرنا ہوتا۔ یہ حقیقت کہ دونوں حصوں کو ایک ہی ترمیم شدہ قانون میں ایک پیکیج کے طور پر شامل کیا گیا تھا، مذکورہ تعمیر کو مزید حمایت فراہم کرتا ہے۔

مذکورہ تشریح کی ایک اور حمایت تعزیرات ہند کی دفعہ 499 میں استعمال ہونے والے تقریباً اسی طرح کے الفاظ سے حاصل کی جاسکتی ہے جیسے "جو بھی الفاظ کے ذریعے کوئی الزام لگاتا یا شائع کرتا ہے"۔

سنیلکھیا چودھری بنام ایچ ایم جادویت اور دیگر اے آئی آر (1968) کلکتہ 266 میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ الفاظ " کسی بھی الزام کو بناتے یا شائع کرتے ہیں" کی تشریح ایک دوسرے کے اضافی الفاظ کے طور پر کی جانی چاہیے۔ اشاعت کے بغیر الزام لگانے والا اس دفعہ کے تحت سزا کا ذمہ دار نہیں ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ آئی پی سی کی دفعہ 505 میں بھی "بنانے، شائع کرنے یا نشر کرنے" کے الفاظ کے حوالے سے ایک ہی تشریح کی ضرورت ہے۔

دونوں طبقوں کی مشترکہ خصوصیت مختلف مذہبی یا نسلی یا زبان یا علاقائی گروہوں یا ذاتوں اور برادریوں کے درمیان دشمنی، نفرت یا بدنیتی کے احساس کو فروغ دینا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ کم از کم دو ایسے گروہوں یا برادریوں کو شامل کیا جائے۔ کسی دوسری برادری یا گروہ کے حوالے کے بغیر صرف ایک برادری یا گروہ کے احساس کو بھڑکانا دونوں میں سے کسی بھی حصے کو اپنی طرف متوجہ نہیں کرسکتا۔

مذکورہ بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ اپیل کنندہ جس نے کسی مذہبی، نسلی یا لسانی یا علاقائی گروہ یا برادری کے خلاف کچھ نہیں کیا ہے اسے دفعہ 153 اے یا آئی پی سی کی دفعہ (2)505 کے تحت جرم کا مجرم نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

بھارتیہ آرمز ایکٹ کی دفعہ 25 (1 بی) کے تحت جرم باقی ہے۔ پی ڈبلیو-1 متعلقہ وقت کے دوران حیدرآباد سٹی زون (سی آئی ڈی) کے سپرنٹنڈنٹ آف پولیس تھے۔ اس نے اس حقیقت کی گواہی دی کہ اس

نے بم دھماکوں کے سلسلے کے تناظر میں کچھ تنظیموں پر کڑی نظر رکھی جس نے اس شہر کو تھوڑی دیر کے لیے ہلا کر رکھ دیا اور اپیل کنندہ کی سرگرمیوں کے بارے میں کچھ اہم معلومات ملنے پر وہ اس جگہ پر چلا گیا جہاں وہ رہ رہا تھا، جس کے ساتھ دو ریونیو اہلکار (پی ڈبلیو-22 اور پی ڈبلیو-23) تھے۔اس نے اپیل کنندہ کو ہریبولی کے میر کا دائرہ میں مسجد نیا میت کھالی سے منسلک عمارت کے کمرہ نمبر 2 میں پایا۔ پی ڈبلیو-1 نے کہا کہ پوچھ گچھ کے بعد اپیل کنندہ نے ایک ریوالور (ایم او 1) اور دو کارتوس (ایم او 2 اور ایم او 3) پیش کیے۔ان اشیا کو ضبط کر لیا گیا اور بعد میں ان کی فارنسک سائنس لیبارٹری میں جانچ کی گئی۔ پی ڈبلیو-16، اس لیبارٹری کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر نے عدالت میں کہا ہے کہ مذکورہ ریوالور اور کارتوس بہترین کام کرنے کی حالت میں پائے گئے اور اس نے اس سلسلے میں ایک سند جاری کی۔

مذکورہ مسجد سے منسلک عمارت کے کمروں کے انتظام کے انچارج پی ڈبلیو-14 نے بتایا کہ اپیل کنندہ متعلقہ وقت کے دوران عمارت کے کمرہ نمبر 2 میں رہ رہا تھا۔ٹرائل عدالت نے پایا کہ ثبوت قابل قبول ہیں اور ہمارے پاس اس سے اختلاف کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

تاہم، اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے مذکورہ ریوالور اور کارتوس سے متعلق استغاثہ کے مقدمے پر اس بنیاد پر حملہ کیا کہ ان اشیا کو ضبط کرنے کے بعد سیل نہیں کیا گیا تھا اور انہیں فارنسک سائنس لیبارٹری بھیجنے سے پہلے کئی دنوں تک پولیس اسٹیشن میں چھوڑ دیا گیا تھا۔

ہم مذکورہ دلیل سے متاثر نہیں ہیں اور ہم اس بات کی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ اپیل کنندہ نے مقدمے کے کسی بھی مرحلے پر کوئی الزام نہیں لگایا کہ پولیس نے ریوالور اور کارتوس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی تھی۔اس سمت میں کسی گواہ کو کوئی تجویز بھی نہیں دی گئی۔وکیل کے مطابق چونکہ ان اشیا پر مہر نہیں لگائی گئی تھی اس لیے ان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کا امکان تھا۔اس طرح کے تعلیمی امکان کو ہمیں اس معاملے میں قبول کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ملزم کے پاس بھی ایسا کوئی مقدمہ نہیں ہے جس میں ان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی گئی ہو۔اس کے علاوہ، ہتھیار کی تفصیلات فردِ ضبطی میں دی گئی تھیں اور بیلسٹک ماہر کے ذریعے جانچ پڑتال پر اسے ہتھیار کے ساتھ ملایا گیا تھا۔ہتھیاروں اور گولہ بارود کی بازیابی کے وقت تسلیم شدہ طور پر تیار کیے گئے فردِ ضبطی کو کوئی چیلنج نہیں ہے۔اس طرح ہتھیار کی شناخت کسی بھی معقول شک سے بالاتر ہے۔

فارنسک سائنس لیبارٹری کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر نے مضامین پر سائنسی جانچ کی اور انہیں کام کرنے کی حالت میں پایا۔

لہذا ہم ٹرائل عدالت کی طرف سے درج کردہ اس نتیجے قرارداد کرتے ہیں کہ اپیل کنندہ کے پاس

قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسلحہ اور گولہ بارود موجود تھا اور اس طرح وہ آرمز ایکٹ کی دفعہ 25(1 بی)(اے) کے تحت مجرم قرار دیا جا سکتا ہے۔ مقدمے کے حالات میں ٹرائل عدالت کی طرف سے دی گئی سزا (تین سال کی سخت قید) میں کسی مداخلت کی ضرورت نہیں ہے۔

نتیجے میں، ہم جزوی طور پر اس اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور اپیل کنندہ کو تعزیرات مجموعہ تعزیرات بھارت 124 اے، 153 اے اور (2)505 کے تحت جرائم کے لیے دی گئی سزا اور سزا کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔ ہم آرمز ایکٹ کی دفعہ 25(1 بی)(اے) کے تحت اس کی سزا اور سزا کی تصدیق کرتے ہیں۔ اپیل کنندہ کو حراست سے فوری طور پر رہا کر دیا جائے گا اگر وہ آرمز ایکٹ کی دفعہ 25(1 بی)(اے) کے تحت اس پر دی گئی سزا سے گزر چکا ہے اور کسی اور معاملے میں مطلوب نہیں ہے۔

اس فیصلے سے علیحدگی اختیار کرنے سے پہلے، ہم یہ مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں کہ جس طریقے سے دفعہ 153 اے، 124 اے اور (2)505 کے تحت جرائم کے لیے سزائیں درج کی گئی ہیں، اس سے ٹرائل عدالت کا ایک بہت ہی غیر معمولی نقطہ نظر ظاہر ہوتا ہے۔ کسی بھی ایسے ثبوت کی عدم موجودگی کو چھوڑ دیں جو دفعات توضیعات کو راغب کر سکے، جیسا کہ پہلے ہی مشاہدہ کیا گیا ہے، یہاں تک کہ اپیل کنندہ کے خلاف ان جرائم کے لیے بنائے گئے الزامات میں بھی تینوں دفعات کے تحت جرائم کے ضروری اجزاء شامل نہیں تھے۔ اپیل گزار کو سختی سے بات کرتے ہوئے ان جرائم کے لیے مقدمہ نہیں چلایا جانا چاہیے تھا۔ کسی شہری کو اس طرح کے سنگین نوعیت کے جرائم جیسے بغاوت اور دشمنی اور نفرت وغیرہ کو فروغ دینے کے لیے مجرم قرار دینے کا میکانکی حکم مقصد کو نقصان پہنچاتا ہے۔ یہ توقع کی جاتی ہے کہ جرم جتنا بھی سنگین ہو، اس کا زیادہ خیال رکھا جانا چاہیے تاکہ کسی شہری کی آزادی میں ہلکی مداخلت نہ ہو۔

1977 کی فوجداری اپیل نمبر 81۔

تاخیر کو معاف کرنے کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ اس لیے ہم اپیل کی اس درخواست کو مسترد کرتے ہیں۔

پی۔ٹی۔

اپیل منظور کی جاتی ہے

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:55
I am the author of this document